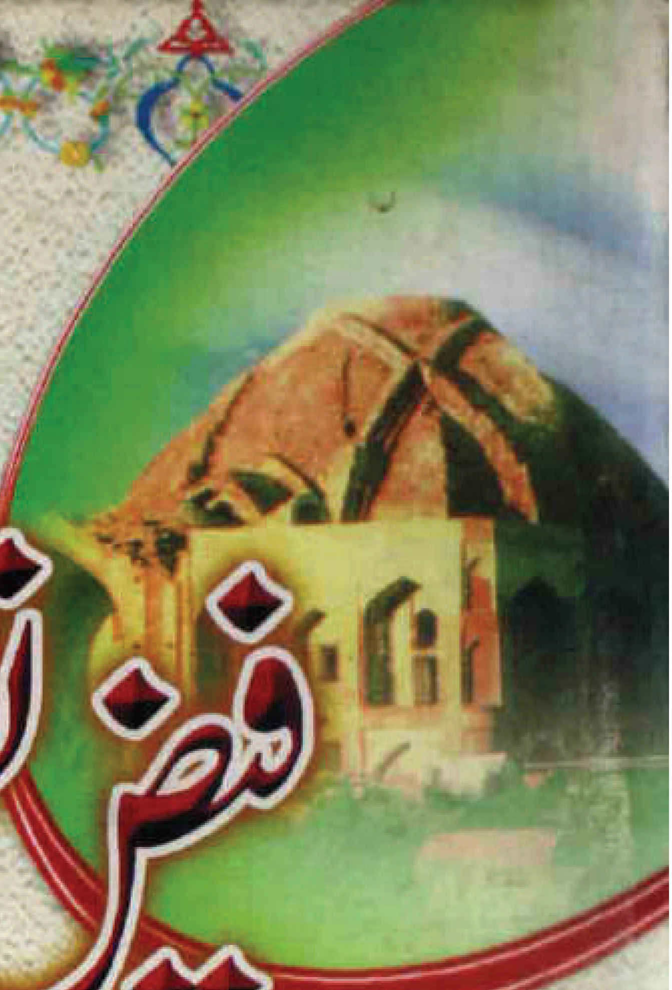


دُرُّ المعارف

فیضِ نقشبند

ملفوظاتِ طیبات حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

رئیس التحریر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری



دُرِّ المعارف

فیضِ نقشبند

ملفوظاتِ طیبات حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

رئیس التحریر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری

ناشر

غنل نور اکیڈمی ○ چک سادہ شریف (گجرات)

بفیضانِ کرم

مخدوم و امامِ اہلسنت شیخِ طریقت الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی قادری

سجادہ نشین چک سادہ شریف گجرات

فیضِ نقشبند

مترجم ○ رئیس التحریر مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

حسب الارشاد

صاحبزادہ ابوالمسعود سید محمد حسن شاہ گیلانی

ناشر ———— فضل نور اکیڈمی
بار اول ———— ۱۹۷۰
طابع ———— پرنٹ یارڈ پریس، لاہور

قیمت 150 روپے

تقسیم کار

نوری کتب خانہ
معصوم شاہ روڈ بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور
فون: 042-6366385

نوری بک ڈپو
دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
فون: 042-7112917

یہ بھی فرمایا کہ منصورؒ حلاج نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے، طوق پہنے ہوئے پانچ سو رکعت پڑھی تھیں اور فرماتے تھے کہ نمازِ عشق کی دو رکعت ہوتی ہیں، جن کے لئے خون کے سوا اور کسی چیز سے وضو کرنا درست نہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دو قسم کا علم حاصل ہوا ہے۔ ایک وہ علم ہے جسے میں نے دُنیا والوں پر ظاہر کیا ہے اور دوسرے کو چھپا کر رکھا ہے، اگر اس علم میں سے ذرا سا بھی ظاہر کردوں تو لوگ میری گردن اڑا دیں گے۔ اکثر صوفیہ نے اس علمِ ثانی کو وحدت الوجود کا علم اور ہمہ اوست کے اسرار کہا ہے۔ علمائے کرام نے کہا ہے کہ اس سے منافقین کے حالات مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے بیان فرمائے تھے۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ مذکورہ باتوں کے علاوہ اور ہی اسرار ہیں

اس کے بعد مرشدِ برحق نے فرمایا کہ وہ توحید وجودی کے اسرار ہوں یا توحید شہودی کے یا دیگر مقامات کے، بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص کا حصہ تھا جو انہیں مرحمت فرمایا گیا۔ اس کے بعد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:۔

جاں من و جانانِ من !! ، دیں من و ایمانِ من !
سُلطان من سُلطانِ من ، چیزی بده درویش را

اس کے بعد آپ کے حضور فخر العارفین حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ چشت اہلِ بہشت کہتے ہیں کہ ان جیسا ولی اُمتِ محمدیہ میں دوسرا کوئی پیدا نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر کو ایک خصوصیت مرحمت فرمائی گئی تھی اور اُن میں سے ہر خصوصیت نے ان میں ظہور کیا تھا۔ (یعنی اس خصوصیت میں سے انہیں تھوڑا بہت حصہ ضرور ملا تھا)

اسی دوران میں ایک آدمی ہادیٔ سالکین، رہبرِ عارفین، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

کاکی اوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پرانوار پہ حاضری دے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دریافت فرمایا کہ مزارِ مقدس سے کاک وغیرہ قسم کی کسی چیز کا تبرک لائے ہو۔ اس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلطی کی کہ تبرک کی کوئی چیز نہ لائے۔ دوبارہ جاؤ اور کوئی چیز لے کر آؤ کیونکہ بزرگوں کے تبرک میں بھید پنہاں ہے۔ اور بڑے فائدے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ نقل ہے کہ ایک شخص ان کے مزار سے کاک (روٹی) لایا تھا۔ اس کے گھر میں ایک پرندہ مرا پڑا تھا۔ اس کاک سے تھوڑا سا حصہ پانی میں بھگو کر اس پرندے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کی قدرت سے وہ پرندہ زندہ ہو کر اڑ گیا۔

۱۳۵

۲۸ شعبان المعظم ۱۲۳۱ھ ــــــ بدھ

حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایمان کا ذکر آیا۔ مرشدِ برحق نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عوام کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے دل وجان سے گرویدہ ہو کر ایمان لائے ہیں ــــــ دوسرا ایمان اولیاء اللہ کا ہے کہ وہ مشاہدے والے ہیں۔ ان کا ایمانِ شہودی ہوتا ہے کیونکہ ظلماتی حجاب کو یہ حضرات پھاڑ چکے ہوتے ہیں، جو بے صبری، بے قناعتی، بے توکلی اور خیالِ غیر سے عبارت ہے اور نورانی حجاب کو طے کر کے مرتبۂ شہود تک پہنچے ہوتے ہیں، جو صفات و شیونات اور اعتبارات ذاتیہ سے عبارت ہے۔ تیسرا ایمان اکابر کا ہوتا ہے کہ یہ بزرگ مرتبۂ شہود سے بھی آگے گزر گئے ہوتے ہیں۔ اور کمالِ وصال سے پیوستہ ہوتا ہے۔ ان کا ایمان بھی ایمان غیبی کے رنگ میں ہوتا ہے کیونکہ مشاہدے کی کمال اتصال کے مرتبہ میں گنجائش نہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص اپنا ہاتھ بیٹھ کے پیچھے لے جائے تو غیب ہے اور جب اپنے سامنے لے آئے تو مشاہدہ ہو جائے گا اور آنکھ کی پتلی پر رکھ دے تو پھر غیب ہو جائے گا۔ پس وصل بے فصل کے مرتبہ میں بھی غیب متحقق ہے۔ اسی